احکامِ لقمہ
مع
لقمہ کا احادیث سے ثبوت

مصنف

مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی سلمہ الغنی

مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ، لاہور
فون:0322-4304109

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

وعلىٰ آلك واصحابك يا حبيب الله

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔**احکامِ لقمہ مع لقمہ کا احادیث سے ثبوت**

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی سلمہ الغنی

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔48

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔40روپے

اشاعتِ اول۔۔۔۔۔۔رمضان المبارک 1432ھ، اگست 2011ء

اشاعتِ ثانی۔۔۔۔۔۔ربیع الثانی 1433ھ، مارچ 2012ء

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔مکتبہ بہار شریعت داتا دربار مارکیٹ، لاہور

ملنے کے پتے

مکتبہ فیضانِ مدینہ، فیصل آباد　　مکتبہ اہلِ سنت، فیصل آباد
غوثیہ عطاریہ، اوکاڑہ　　مکتبہ شمس وقمر، بھاٹی گیٹ، لاہور
مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی کراچی

..فہرس..

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله وعلى اٰلك واصحابك يا حبيب الله

احکامِ لقمہ مع لقمہ کا احادیث سے ثبوت

لقمہ کے بارے میں احادیث وآثار

سوال: لقمہ لینا دینا جائز ہے، اس پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: نماز میں لقمہ دینا اور لینا احادیث، آثار، اجماع اور اقوالِ فقہاء سے ثابت ہے۔

احادیث سے ثبوت

حدیث نمبر 1: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((**مالی رأیتکم اکثرتم التصفیق من نابه شیء فی صلوته فلیسبح فانه اذا سبح التفت الیه وانماالتصفیق للنساء**)) ترجمہ: تمہیں کیا ہوا کہ میں تمہیں کثرت کے ساتھ تصفیق کرتے دیکھتا ہوں، جب نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہو، جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو امام متوجہ ہو جائے گا، تصفیق (ہاتھ پر ہاتھ مار کر متوجہ کرنا) صرف عورتوں کے لئے ہے۔ (بخاری، ج1، ص 163، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

حدیث نمبر 2: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((**من نابه شیء فی صلوته فلیسبح فانه اذا سبح التفت الیه**)) ترجمہ: جب نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہو، جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو امام متوجہ ہو جائے گا۔

(صحیح مسلم، ج1، ص225، مطبوعہ دارابن حزم، بیروت)

حدیث نمبر 3: سنن ابی داؤد میں ہے((عن مسور بن یزید المالکی **قال صلی رسول الله** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **فترک اٰیة فقال له رجل یا رسول الله اٰیة**

کـذا و کذا فقال فھلا اذ کرتنیھا)) ترجمہ: حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ایک آیت چھوڑ دی، ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ آیت تو ایسے ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو نے مجھے (لقمہ دے کر) یاد کیوں نہ کرائی۔

(سنن ابی داؤد، ج1، ص131، آفتاب عالم پریس، لاہور)

حدیث نمبر 4: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((کنا نفتح علی عھد رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **علی الائمة))** ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ائمہ کو لقمہ دیا کرتے تھے۔

(سنن دارقطنی، ج1، ص199، نشر السنة، ملتان)

حدیث نمبر 5: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((امرنا النبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ان نرد علی الامام))** ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام پر اس کی غلطی کو رد کریں یعنی اسے لقمہ دیں۔

(مستدرک للحاکم، ج1، ص270، دارالفکر، بیروت)

حدیث نمبر 6: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((صلی رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **صلاۃً فقرأ سورۃً فاسقط منھا اٰیةً فلما فرغ قلت یا رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اٰیة کذا و کذا أ نسخت قال: لا، قلت فانک لم تقرأھا، قال أفلا لقنتنیھا))** ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک سورت کی تلاوت کی، اس میں سے ایک آیت چھوڑ دی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: کیا فلاں آیت منسوخ ہوگئی، فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: آپ نے اسے نہیں پڑھا، فرمایا: تم نے مجھے اس کے بارے میں لقمہ کیوں نہ دیا۔

(سنن دارقطنی، ج2، ص255، مؤسسة الرسالة، بیروت)

حدیث نمبر 7: حدیث پاک میں ہے **((انہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **قرأ فی الصلاۃ سورۃ المؤمنین فترک کلمة فلما فرغ قال الم یکن فیکم ابی قال**

بلی قال ھلا فتحت علی)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز میں سورۃ مؤمنون کی تلاوت فرمائی اور ایک کلمہ چھوڑ دیا جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا تم میں ابی نہیں؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! موجود ہوں، فرمایا لقمہ کیوں نہ دیا۔

(فتح القدیر، ج1، ص348، نوریہ رضویہ، سکھر)

حدیث نمبر 8: حدیث پاک میں ہے **((انہ قام الی الخامسة فسبح بہ فعاد وسلم وسجد للسھو))** ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچویں کے لئے کھڑے ہوئے، لقمہ دیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، سلام پھیر کر سجدہ سہو فرمایا۔

(امداد الفتاح، ص519، صدیقی پبلشرز، کراچی)

آثار سے ثبوت

اثر نمبر 1: حضرت ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((قال علی** کرم اللہ وجہہ الکریم **من السنة ان تفتح علی الامام اذا استطعمک قیل لابی عبدالرحمن ما استطعام الامام قال اذا سکت))** ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سنت میں سے ہے کہ جب امام تم سے لقمہ مانگے تو اسے لقمہ دو۔ ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ امام کا مانگنا کیا ہے، فرمایا: جب پڑھتے پڑھتے چپ ہو جائے۔

(مستدرک للحاکم، ج1، ص270، دارالفکر، بیروت)

اثر نمبر 2: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((اذا استطعمکم الامام فاطعموہ))** ترجمہ: جب امام تم سے لقمہ چاہے تو لقمہ دو۔

(سنن دارقطنی، ج2، ص255، مؤسسة الرسالة، بیروت ☆ مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان ☆ فتح القدیر، ج1، ص348، نوریہ رضویہ، سکھر)

اثر نمبر 3: حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **((صلی بنا ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنھما **فتردد، قال ففتحت علیہ فاخذ عنی))** ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں نماز پڑھائی، بھول گئے، تو میں نے انہیں لقمہ دیا، انہوں نے مجھ سے لقمہ لے لیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 4: بدائع میں ہے ((عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما **انہ قرأ الفاتحۃ فی صلاۃ المغرب فلم یتذکر سورۃ فقال نافع ﴿اذا زلزلت﴾ فقرأ**)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز مغرب میں سورۂ فاتحہ پڑھی تو آگے سورت یاد نہ آئی، پس حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ﴿**اذا زلزلت**﴾ کہہ کر لقمہ دیا تو آپ نے اس سورت کی تلاوت کی۔

(بدائع الصنائع، ج1، ص636، ایچ ایم سعید، کراچی)

اثر نمبر 5: عبیدہ بن ربیعہ کہتے ہیں ((**اتیت المقام فاذا رجل حسن الثیاب طیب الریح یصلی فقرأ و رجل الی جنبہ یفتح علیہ فقلت من ھذا قالوا عثمان**)) ترجمہ: میں مقام پر آیا، میں نے دیکھا کہ ایک آدمی جس نے اچھے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور بہترین خوشبو لگائی ہوئی ہے نماز پڑھ رہا ہے، وہ قراءت کرتا ہے اور ایک آدمی اس کے پہلو میں کھڑا ہے، وہ اسے لقمہ دیتا ہے، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص520، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 6: یونس کہتے ہیں ((**الحسن و ابن سیرین انھما کانا لا یریان بأساً بتلقین الامام**)) ترجمہ: حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما امام کو لقمہ دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 7: ابن ادریس کہتے ہیں ((**الحسن و ابن سیرین قالا لقن الامام**)) ترجمہ: حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: امام کو لقمہ دیا جائے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 8: مصنف ابن شیبہ میں ہے ((**ان ابن مغفل امر رجلاً یلقنہ اذا تعایا**)) ترجمہ: حضرت ابن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ امام کو لقمہ دے جب امام غلطی کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 9: حضرت عطاء فرماتے ہیں ((**لابأس بتلقین الامام**)) ترجمہ: امام کو لقمہ دینے میں حرج نہیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اثر نمبر 10: یزید بن رومان کہتے ہیں ((**کنت اصلی الی جنب نافع بن جبیر بن مطعم فیغمزنی فافتح علیہ وھو یصلی**)) ترجمہ: میں نے نافع بن جبیر بن مطعم کے پہلو میں نماز پڑھی، انہوں نے (بھولنے کی وجہ سے) مجھ سے لقمہ طلب کیا، تو میں نے انہیں لقمہ دیا اس حال میں کہ وہ نماز میں تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

اجماع سے ثبوت

(1) صحابہ کی موجودگی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لقمہ دیا گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لقمہ لیا، اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔ محیط برھانی میں ہے ((عن عمر رضی اللہ عنہ **انہ قرأ سورۃ النجم و سجد فلما عاد الی القیام ارتج علیہ فلقنہ واحد ﴿اذا زلزلت الارض﴾ فقرأھا و لم ینکر علیہ**)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے سورۂ نجم کی تلاوت کی، اسی دوران آیت سجدہ پر سجدہ کر کے جب قیام کی طرف لوٹے تو آپ بھول گئے، کسی نے ﴿**اذا زلزلت الارض**﴾ کا لقمہ دیا، پس آپ نے اس کو پڑھا اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔

(محیط برھانی، ج2، ص154، ادارۃ القرآن، کراچی)

(2) مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ((عن الزھری **قال مروان یلقن فی الصلاۃ و اصحاب رسول اللہ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **فی المدینۃ**)) ترجمہ: امام زہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: (مدینہ منورہ میں) مروان کو نماز میں لقمہ دیا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مدینہ منورہ میں موجود تھے (یعنی اس بات پر کسی صحابی نے اعتراض نہیں کیا)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج1، ص521، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

(3) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((**کان اصحاب رسول اللہ**

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **یلقن بعضهم بعضاً فی الصلاة))** ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ ایک دوسرے کو نماز میں لقمہ دیا کرتے تھے۔

(سنن دارقطنی، ج2 ،ص255،مؤسسة الرسالة،بیروت)

اقوالِ فقہاء سے ثبوت

(1) بحرالرائق میں ہے"لو عرض للامام شئ فسبح المأموم لا بأس به" ترجمہ: اگر امام کو کوئی چیز پیش آجائے اور مقتدی تسبیح کے ذریعے اسے لقمہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بحرالرائق، ج2،ص7،ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

(2) فتاوی ہندیہ میں ہے"ان فتح علی امامه لم تفسد" "اگر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔" (فتاوی ہندیہ، ج1،ص99،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

(3) درمختار میں ہے"(بخلاف فتحه علی امامه) فانه لا یفسد" ترجمہ: پچھلے مسئلہ کے برعکس اپنے امام کو لقمہ دینا جائز ہے، یہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج2،ص461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

(4) مبسوط للسرخسی میں ہے"(والفتح علی الإمام لا یفسد الصلاة) یعنی المقتدی" ترجمہ: مقتدی کا امام کو لقمہ دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

(مبسوط للسرخسی، ج1،ص193،دارالمعرفة،بیروت)

(5) فتاوی رضویہ میں ہے"کتبِ فقہ میں عموماً یجوز فتحه علی امامه (اپنے امام کو لقمہ دینا جائز ہے) فرمایا، جس میں ضمیر مطلق مقتدی کی طرف ہے کہ اسے امام کو بتانے کی اجازت ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج7،ص283،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

(6) بہارِ شریعت میں ہے"اپنے امام کو لقمہ دینا اور امام کا لقمہ لینا مفسد نہیں۔"

(بہارِشریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ ، کراچی)

لقمہ دینے کا شرعی حکم

سوال: لقمہ دینے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: لقمہ دینا کبھی فرض ہوتا ہے، کبھی واجب ہوتا ہے، کبھی جائز ہوتا ہے،

کبھی مکروہ اور کبھی حرام۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

فرض: امام جب ایسی غلطی کرے جو نماز کو فاسد کرنے والی ہو تو لقمہ دے کر اس کی اصلاح کرنا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "امام جب ایسی غلطی کرے جو موجبِ فسادِ نماز ہو تو اس کا بتانا اور اصلاح کرانا ہر مقتدی پر فرض کفایہ ہے ان میں سے جو بتادے گا سب پر سے فرض اُتر جائے گا اور کوئی نہ بتائے گا تو جتنے جاننے والے تھے سب مرتکبِ حرام ہوں گے اور نماز سب کی باطل ہو جائے گی" وذلك لان الغلط لما كان مفسدا كان السكوت عن اصلاحه ابطالا للصلاة وهو حرام بقوله تعالى ﴿**ولا تبطلوا اعمالكم**﴾ " وجہ یہ کہ غلطی جب مفسد ہو تو اس کی اصلاح کرنے پر خاموشی، نماز کے بطلان کا سبب ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد مبارک کی وجہ سے حرام ہے کہ "تم اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

اور ایک کا بتانا سب پر سے فرض اس وقت ساقط کرے گا کہ امام مان لے اور کام چل جائے ورنہ اوروں پر بھی بتانا فرض ہوگا یہاں تک کہ حاجت پوری ہو اور امام کو وثوق حاصل ہو، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتائے سے امام کا اپنی غلط یاد پر اعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی تصحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ متعدد شہادتیں اس کی غلطی پر گزریں تو یہاں فرض ہوگا کہ دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا بھی تائید کرے یہاں تک کہ امام صحیح کی طرف واپس آئے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ280، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واجب: اگر امام ایسی غلطی کرے کہ جس سے واجب ترک ہو کر نماز مکروہ تحریمی ہو تو اس کا بتانا ہر مقتدی پر واجب کفایہ ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "اگر غلطی ایسی ہے جس سے واجب ترک ہو کر نماز مکروہ تحریمی ہو تو اس کا بتانا ہر مقتدی پر واجب کفایہ ہے اگر ایک بتادے اور اس کے بتانے سے کاروائی ہو جائے سب پر سے واجب اتر جائے ورنہ سب گنہگار رہیں گے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ280، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جائز: قراءت میں ایسی غلطی ہو جس سے فسادِ نماز یا ترک واجب لازم نہ آرہا ہو تو لقمہ دینا جائز ہے۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اگر (قراءت کی) غلطی میں نہ فسادِ نماز ہے نہ ترکِ واجب، جب بھی ہر مقتدی کو مطلقاً بتانے کی اجازت ہے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ281، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ صورت صرف جائز ہے (یعنی واجب نہیں ہے) مگر دو صورتوں میں مذکورہ صورت الحال میں بھی لقمہ دینا واجب ہو جاتا ہے:

(1) یہ خطرہ ہو کہ امام تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چپ ہو جائے گا تو لقمہ دینا واجب ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار سکوت کرنے سے نماز مکروہ تحریمی ہو جاتی ہے۔

(2) امام کی عادت معلوم ہے کہ جب بھولتا ہے تو اس کے منہ سے اُوں آں جیسے الفاظ نکلنے لگ جاتے ہیں تو اس صورت میں بھی لقمہ دینا واجب ہے کہ اس طرح کے الفاظ نکالنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اوپر والی عبارت سے متصل آگے فرماتے ہیں ''مگر یہاں وجوب کسی پر نہیں لعدم الموجب (واجب کرنے والی چیز کے نہ ہونے کی وجہ سے)، **اقول** (میں کہتا ہوں) مگر دو صورتوں میں ایک یہ کہ امام غلطی کر کے خود متنبہ ہوا اور یاد نہیں آتا، یاد کرنے کے لئے رکا اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر رکے گا نماز میں کراہتِ تحریم آئے گی اور سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ تو اس صورت میں جب اسے رکا دیکھیں مقتدیوں پر بتانا واجب ہوگا کہ سکوت قدرِ ناجائز تک نہ پہنچے۔ دوسرے یہ کہ بعض ناواقفوں کی عادت ہوتی ہے جب غلطی کرتے ہیں اور یاد نہیں آتا تو اضطراراً ان سے بعض کلمات بے معنی صادر ہوتے ہیں، کوئی اُوں اُوں کہتا ہے کوئی کچھ اور، اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے، تو جس کی یہ عادت معلوم ہو وہ جب رکنے پر آئے مقتدیوں پر واجب ہے کہ فوراً بتائیں قبل اس کے کہ وہ اپنی عادت کے حروف نکال کر نماز تباہ کرے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ281، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مکروہ: امام اگر قراءت میں رکے تو اسے فوراً بتانا مکروہ (تنزیہی) ہے۔ شامی میں ہے ''یکرہ ان یفتح من ساعته'' ترجمہ: فوراً لقمہ دینا مکروہ ہے۔

(ردالمحتار، ج1، ص623، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام کو فوراً بتانا مکروہ ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص286، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

حرام: بے محل لقمہ دینا حرام ہے اور اس سے لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور امام لقمہ لے تو اس کی نماز بھی فاسد جاتی ہے۔

سوال: لقمہ دینے کا محل کیا ہے اور بے محل لقمہ دینے سے کیا مراد ہے؟

لقمہ کے محل بنیادی طور پر دو ہیں:

(1) جس مقام پر لقمہ لینا دینا احادیث سے ثابت ہے، وہ لقمہ دینے کا محل ہے اگرچہ فسادِ نماز یا ترکِ واجب نہ ہو رہا ہو۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''صورتِ ثانیہ میں اگرچہ جب قراءت رواں ہے تو صرف آیت چھوٹ جانے سے فسادِ نماز کا اندیشہ نہ ہو مگر اس بات میں شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نص وارد۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص258، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور وہ نص سنن ابی داؤد کی یہ حدیث پاک ہے ((عن مسور بن یزید المالکی **قال صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فترک اٰیة فقال له رجل یا رسول اللہ اٰیة کذا و کذا فقال فهلا اذکرتنیها**)) ترجمہ: حضرت مسور بن یزید مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو ایک آیت چھوڑ دی، ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ آیت تو ایسے ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو نے مجھے (لقمہ دے کر) یاد کیوں نہ کرائی۔

(سنن ابی داؤد، ج1، ص131، آفتاب عالم پریس، لاہور)

(2) احادیث سے ثابت شدہ مواضع کے علاوہ وہاں اجازت ہے جہاں حاجت ہو، اور حاجت وہاں ہوتی ہے جہاں فسادِ نماز یا ترکِ واجب ہو رہا ہو، لہذا جہاں اس سے کم

معاملہ ہو وہاں لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔اسی طرح مقتدی صرف اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے کہ اپنی نماز بچانے کے لئے اسے اس کی حاجت ہے۔

سوال: کیا نمازی کے اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

جواب: جی ہاں! نمازی کے اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دینے سے اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام، کیونکہ نمازی کو اس کی حاجت نہیں ہے۔علامہ شامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ''(قولہ وفتحہ علی غیر إمامہ) لأنہ تعلم و تعلیم ''ترجمہ: مفسدات صلوۃ میں سے اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دینا ہے کیونکہ یہ تعلیم و تعلم ہے۔

(فتاوی شامی ، کتاب الصلوۃ،با ب مایفسد الصلوۃ ،جلد02،صفحہ461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے ''مصلی (نمازی) نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا نماز جاتی رہی، جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو، مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام۔''

(بہارشریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دیتے قراءت کی نیت کر لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر قراءت کی نیت سے پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔فتاوی ہندیہ میں ہے''لو فتح غیر امامہ تفسد لا اذا اعنی به التلاوة دون التعلیم ''ترجمہ: اگر اپنے امام کے علاوہ کو لقمہ دیا تو نماز ٹوٹ جائے گی، ہاں اگر اس سے تلاوت کی نیت کی نہ کہ تعلیم کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (فتاوی ہندیہ، ج1،ص99،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

لیکن لقمہ دینے میں قراءت کی نیت کرنا منع ہے۔

سوال: اپنے مقتدی کے علاوہ (مثلاً جو نماز میں نہیں یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہے یا کسی اور کا مقتدی ہے) کا لقمہ لینا کیسا ہے؟

جواب: اپنے مقتدی کے علاوہ کا لقمہ لینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔ بہار شریعت میں ہے ''اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینا بھی مفسدِ نماز ہے۔''

(بہارشریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: اگر اپنے مقتدی کے علاوہ کسی نے لقمہ دیا اور اس کے بتاتے وقت خود

یاد آ گیا تو اس کے مطابق عمل کرنے سے نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔شامی میں ہے''ارتج علی الامام ففتح علیه من لیس فی صلاته وتذکر ،فان اخذ فی التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد ''ترجمہ: امام پر معاملہ مشتبہ ہوا، اسے اس شخص نے لقمہ دیا جو اس کا مقتدی نہ تھا، (مگر) اسے خود یاد آ گیا، اور اس نے لقمہ مکمل ہونے سے پہلے تلاوت میں درست کو لے لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (شامی، ج2،ص461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے''اگر اس (اپنے مقتدی کے علاوہ شخص) کے بتاتے وقت اسے خود یاد آ گیا اس کے بتانے سے نہیں، یعنی اگر وہ نہ بتاتا جب بھی اسے یاد آ جاتا، اس کے بتانے کو کچھ دخل نہیں تو اس کا پڑھنا مفسد نہیں۔''

(بہارشریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے، اگر مقتدی کو خود نہیں آتا، اس نے غیر مقتدی سے سن کر لقمہ دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: مقتدی نے غیر نمازی سے سن کر لقمہ دیا اور اس سے امام نے لے لیا تو اس کی، امام کی اور سب کی نماز فاسد ہو جائے گی، ہاں امام نے نہ لیا تو صرف لقمہ دینے والے کی ٹوٹے گی۔درمختار میں ہے''اذا سمعه مؤتم من غیر مصلٍ ففتح به تفسد صلاة الکل ''ترجمہ: اگر مقتدی نے غیر نمازی سے سن کر لقمہ دیا (اور امام نے لے لیا) تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔(الدرالمختارمع ردالمحتار،ج2،ص461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے''اگر مقتدی نے دوسرے سے سن کر جو نماز میں اس کا شریک نہیں ہے لقمہ دیا اور امام نے لے لیا تو سب کی نماز گئی اور امام نے نہ لیا تو صرف اس مقتدی کی گئی۔'' (بہار شریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: بے محل لقمہ دینے سے نماز کیوں ٹوٹتی ہے؟

جواب: لقمہ دینا اگرچہ ذکر و قراءت سے ہو در حقیقت کلام ہے کہ اس سے

مقصود تنبیہ کرنا ہے کہ تم غلطی کر رہے ہو، جب یہ کلام ہے تو اس سے ہر صورت میں نماز ٹوٹنی چاہئے تھی مگر اصلاحِ نماز کی حاجت کے وقت یا جہاں لقمہ دینے کی اجازت خاص احادیث میں آگئی وہاں خلافِ قیاس اجازت دی گئی۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ بتانا اگر چہ لفظاً قراءت یا ذکر مثلاً تسبیح وتکبیر ہے اور یہ سب اجزاء واذکارِ نماز سے ہیں مگر معنًی کلام ہے کہ اس کا حاصل امام سے خطاب کرنا اور اسے سکھانا ہوتا ہے یعنی تو بھولا، اس کے بعد تجھے یہ کرنا چاہئے، پُر ظاہر کہ اس سے یہی غرض مراد ہوتی ہے اور سامع کو بھی یہی معنی مفہوم، تو اس کے کلام ہونے میں کیا شک رہا اگر چہ صورۃً قرآن یا ذکر (ہو)۔۔اس بنا پر قیاس یہ تھا کہ مطلقاً بتانا اگر چہ برمحل ہو مفسدِ نماز ہو کہ جب وہ بلحاظِ معنی کلام ٹھہرا تو بہر حال افسادِ نماز کرے گا مگر حاجتِ اصلاحِ نماز کے وقت یا جہاں خاص نص وارد ہے ہمارے ائمہ نے قیاس کو ترک فرمایا اور بحکمِ استحسان جس کے اعلی وجوہ سے نص و ضرورت ہے جواز کا حکم دیا۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص257، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ ابن امیر الحاج حلبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''الذی یفتح کانہ یقول خذمنی کذا والتعلیم لیس من الصلاة فی شئ وادخال مالیس منها فیها یوجب فسادها وکان قضیة هذا المعنی ان تفسد صلاته اذا فتح علی امامه لکن سقط اعتبار التعلیم للاحادیث وللحاجة الی اصلاح صلاة نفسه فماعداذلك یعمل فیه بقضية القياس ''ترجمہ: لقمہ دینے والا گویا کہہ رہا ہوتا ہے کہ''مجھ سے یہ لے لو''اور سکھانا نماز کا حصہ نہیں اور ایسی شے کا نماز میں داخل کرنا جو نماز میں سے نہیں نماز کے فساد کا سبب ہے، اس بات کے پیش نظر ہونا یہی چاہئے کہ جب امام کو لقمہ دیا جائے تو بھی نماز فاسد ہو جائے لیکن اس صورت میں نماز کے فساد کا حکم اس لئے جاری نہیں کیا جاتا کہ احادیث میں اس کی اجازت ہے اور نماز کی اصلاح کی بھی حاجت ہے، البتہ اس کے علاوہ صورتوں میں قیاس پر عمل کیا جائے گا (یعنی نماز فاسد ہو جائے گی)۔

(حلیة المحلی شرح منیة المصلی)

اور ان دو مواضع کے علاوہ معاملہ اصل قیاس پر جاری ہوگا اور لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔بحر الرائق میں ہے''القیاس فسادها به وانما ترك للحاجة فعند عدمها يبقى الامر على اصل القياس''ترجمہ: قیاس کے مطابق نماز لقمہ کے ساتھ فاسد ہو جانی چاہئے، البتہ حاجت کی بنا پر قیاس کو ترک کر دیا، جب حاجت نہ ہو تو معاملہ اصل قیاس کے مطابق ہی ہوگا۔

(بحر الرائق، ج2، ص7، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''پس جو بتانا حاجت ونص کے مواضع سے جدا ہو وہ بے شک اصل قیاس پر جاری رہے گا کہ وہاں اس کے حکم کا کوئی معارض نہیں، اس لئے اگر غیر نمازی یا دوسرے نمازی کو جو اس کی نماز میں شریک نہیں یا ایک مقتدی دوسرے مقتدی یا امام کسی مقتدی کو بتائے قطعاً نماز قطع ہو جائے گی کہ اس کی غلطی سے اس کی نماز میں کچھ خلل نہ آتا تھا جو اسے حاجتِ اصلاح ہوتی تو بے ضرورت واقع ہوا اور نماز گئی بخلاف امام کہ اس کی نماز کا خلل بعینہ مقتدی کی نماز کا خلل ہے تو اس کا بتانا اپنی نماز کا بنانا ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص260، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

لقمہ کے مزید کچھ قواعد

سوال: نفل نماز کی جماعت ہو رہی ہو تو کیا مقتدی امام کو لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! نفل نماز کی جماعت میں بھی اپنے امام کو ضرورتاً لقمہ دے سکتے ہیں۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں''امام جب نماز میں غلطی کرے تو اسے بتانا لقمہ دینا مطلقاً جائز ہے خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا تراویح یا نفل۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص288، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا جمعہ کی نماز میں لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: امام کو ضرورۃً لقمہ دینا ہر نماز میں جائز ہے جمعہ ہو یا کوئی نماز۔فتاوی رضویہ میں ہے''امام کو لقمہ دینا ہر نماز میں جائز ہے جمعہ ہو یا کوئی نماز، بلکہ اگر اس نے ایسی غلطی کی جس سے نماز فاسد ہوگی تو لقمہ دینا فرض ہے، نہ دے گا اور اس کی تصحیح نہ ہوگی تو سب

کی نماز جاتی رہے گی۔" (فتاوی رضویه، ج7، ص289، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا لقمہ لینے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: صحیح لقمہ لینے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا۔فتاوی رضویہ میں ہے"لقمہ دینے سے سجدۂ سہو نہیں آتا۔" (فتاوی رضویه، ج7، ص289، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاوی امجدیہ میں ہے"امام سے غلطی ہوئی اور کسی نے صحیح لقمہ دیا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔" (فتاوی امجدیه، ج1، ص277، مکتبه رضویه، کراچی)

سوال: ضرورۃً ایک سے زیادہ لوگوں کا لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں"بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے بتائے سے امام کا اپنی غلط یاد پر اعتماد نہیں جاتا اور وہ اس کی تصحیح کو نہیں مانتا اور اس کا محتاج ہوتا ہے کہ متعدد شہادتیں اس کی غلطی پر گزریں تو یہاں فرض ہوگا کہ دوسرا بھی بتائے اور اب بھی امام رجوع نہ کرے تو تیسرا بھی تائید کرے یہاں تک کہ امام صحیح کی طرف واپس آئے۔" (فتاوی رضویه، جلد7، صفحه280، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: کیا نابالغ لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: نابالغ لقمہ دے سکتا ہے بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔فتاوی ہندیہ میں ہے"فتح المراهق كالبالغ"ترجمہ:تمیز دار بچے کا لقمہ دینا بالغ کے حکم میں ہے۔ (فتاوی ہندیه، ج1، ص99، مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"بالغ مقتدیوں کی طرح تمیز دار بچہ کا بھی اس میں حق ہے کہ اپنی نماز کی اصلاح کی سب کو حاجت ہے۔"
(فتاوی رضویه، جلد7، صفحه284، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"لقمہ دینے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں، مراہق (بلوغت کے قریب) بھی لقمہ دے سکتا ہے، بشرطیکہ نماز جانتا ہو اور نماز میں ہو۔" (بہارشریعت، حصه3، ص608، مکتبة المدینه، کراچی)

سوال: اگر امام سے غلطی ہوئی تو لقمہ دینے کے بجائے کھنکار کر اسے تنبیہ کرنے سے کیا نماز فاسد ہو جائے گی؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں نماز فاسد نہ ہوگی۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"کھانسنا کھنکارنا جبکہ بعذر یا کسی غرض صحیح کے لئے ہو جیسے گلا صاف کرنا یا امام کو سہو پر متنبہ کرنا تو مذہب صحیح میں ہرگز مفسد نماز نہیں۔"
(فتاوی رضویه، ج6، ص274، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام نے قراءت میں غلطی کی، مقتدی نے لقمہ دیا، امام نے نہ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"اگر وہ غلطی کہ امام نے کی مغیر معنی مفسد نماز تھی اور مقتدی نے بتایا اور اس نے نہ لیا اُسی طرح غلط پڑھ کر آگے چل دیا تو امام کی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سے سب مقتدیوں کی بھی گئی اور اگر غلطی مفسد نہ تھی تو سب کی نماز ہوگئی اگرچہ امام غلطی پر قائم رہا اور لقمہ نہ لیا۔"
(فتاوی رضویه، ج6، ص330-331، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بہرے امام کو لقمہ دیا گیا، اس نے نہ لیا، نماز کا کیا ہوگا؟

جواب: اسی طرح کے سوال کے جواب میں امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"غلطی جس پر لقمہ نہ لیا اگر مفسدِ نماز تھی نماز جاتی رہی ورنہ نہیں۔"
(فتاوی رضویه، ج6، ص617، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ایک مرتبہ غلط لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا غلط لقمہ کے تکرار سے نماز ٹوٹتی ہے؟

جواب: ایک ہی بار غلط لقمہ دینے سے دینے والی کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، تکرار شرط نہیں۔فتاوی ہندیہ میں ہے"تفسد صلاته بالفتح مرة ولا يشترط فيه تكراراً وهو الاصح"ترجمہ:ایک ہی مرتبہ (غلط) لقمہ دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اس میں تکرار شرط نہیں ہے، یہی اصح ہے۔ (فتاوی ہندیه، ج1، ص99، مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

سوال: لقمہ کن الفاظ کے ساتھ دینا چاہئے؟

جواب: امام قراءت کے علاوہ جہاں بھولے تو افضل یہ ہے کہ تسبیح یعنی سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دیا جائے، اور تکبیر یعنی اللہ اکبر کہہ کر بھی دے سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((**من نابه شيء في صلوته فليسبح فانه اذا سبح التفت اليه**)) ترجمہ: جب نماز میں کوئی معاملہ پیش آجائے تو سبحان اللہ کہو، جب سبحان اللہ کہا جائے گا تو امام متوجہ ہو جائے گا۔ (صحیح مسلم، ج1، ص225، مطبوعہ دار ابن حزم، بیروت)

تاتارخانیہ میں ہے "المصلي اذا كبر بنية ان يعلم غيره انه في الصلاة لاتفسد صلاته، الاولى التسبيح لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم ((**التسبيح للرجال والتصفيق للنساء**))" ترجمہ: نمازی جب اس نیت سے تکبیر کہے کہ غیر کو بتائے کہ وہ نماز میں ہے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی، افضل یہ ہے کہ تسبیح کہی جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تسبیح مردوں کے لئے ہے اور تصفیق (ہاتھ پر ہاتھ مارنا) عورتوں کے لئے۔ (فتاوی تاتارخانیہ، ج1، ص575، ادارۃ القرآن)

فتاوی امجدیہ میں ہے "مقتدی ایسے موقع پر جبکہ امام کو متوجہ کرنا ہو سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہے جس سے امام کو خیال ہو جائے اور نماز کو درست کرے۔" (فتاوی امجدیہ، ج1، ص187، مکتبہ رضویہ، کراچی)

اگر قراءت میں بھولے تو افضل یہ ہے کہ جس آیت پر امام بھولا ہے، لقمہ دینے والا پہلے اس سے پچھلی آیت پڑھے اور پھر وہ آیت پڑھے جس کو بھولا ہے، جو آیت بھولا ہے وہی پڑھ دے تب بھی جائز ہے۔ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے "في الفتاوى الحجة الاولى اذا فتح على امامه ان يقرأ آية قبلها ثم وصلها بمامعه كيلا يشبه التعليم والتعلم وهذا ليس بلازم" ترجمہ: فتاوی حجہ میں ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ جب مقتدی امام کو لقمہ دے تو ماقبل والی آیت پڑھے، پھر ساتھ والی آیت اس سے ملا دے تاکہ تعلیم و تعلم کا شبہہ نہ ہو اور یہ حکم لازم نہیں ہے۔ (فتاوی تاتارخانہ، ج1، ص581، ادارۃ القرآن)

اگر امام کوئی سورت پڑھتے پڑھتے بھول گیا تو کسی اور سورت کا لقمہ بھی دے سکتے ہیں۔ محیط برھانی میں ہے ((**عن عمر** رضی اللہ عنہ **انه قرأ سورة النجم وسجد فلما عاد الى القيام ارتج عليه فلقنه واحد ﴿اذا زلزلت الارض﴾ فقرأها ولم ينكر عليه**)) ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، آپ نے سورۂ نجم کی تلاوت کی، اسی دوران آیت سجدہ پر سجدہ کر کے جب قیام کی طرف لوٹے تو آپ بھول گئے، کسی نے ﴿**اذا زلزلت الارض**﴾ کا لقمہ دیا، پس آپ نے اس کو پڑھا اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا۔ (محیط برھانی، ج2، ص154، ادارۃ القرآن، کراچی)

سورۂ فاتحہ کے بعد امام کو کوئی سورت یاد نہیں آرہی تو کسی بھی سورت یا آیت کا لقمہ دیا جا سکتا ہے۔ بدائع میں ہے ((**عن ابن عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **انه قرأ الفاتحة في صلاة المغرب فلم يتذكر سورة فقال نافع ﴿اذا زلزلت﴾ فقرأ**)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز مغرب میں سورۂ فاتحہ پڑھی تو آگے سورت یاد نہ آئی، پس حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ﴿**اذا زلزلت**﴾ کہہ کر لقمہ دیا تو آپ نے اس سورت کی تلاوت کی۔ (بدائع الصنائع، ج1، ص236، ایچ ایم سعید، کراچی)

سوال: امام نے بیٹھنا تھا، بھول کر کھڑا ہونے لگا تو مقتدی نے اسے کہا "بیٹھ جاؤ" تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ کلام ہے اور کلام ہر صورت میں نماز فاسد کر دیتا ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے "اذا تكلم في صلاته ناسياً او عامداً خاطئاً او قاصداً قليلاً او كثيراً تكلم لاصلاح صلاته بان قام الامام في موضع القعود فقال له مقتدی اقعد او قعد في موضع القيام فقال له قم" ترجمہ: نماز کے اندر کلام نماز کو فاسد کر دیتا ہے، چاہے کلام بھول کر ہو یا عمداً ہو، خطا سے ہو یا قصداً ہو، تھوڑا ہو یا زیادہ ہو، خواہ نماز کی اصلاح کے لئے ہو جیسا کہ امام بیٹھنے کی جگہ کھڑا ہونے لگا تو اسے

کہا کہ ’’بیٹھ جاؤ‘‘ یا قیام کی جگہ بیٹھنے لگا تو اسے کہا کہ ’’کھڑے ہو جاؤ‘‘۔
(فتاوی ہندیہ، ج1، ص98، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

سوال: کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا، پھر اس کے پیچھے نماز پڑھی اور اسے نماز میں لقمہ دیا، تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟

جواب: قسم نہیں ٹوٹے گی، کیونکہ لقمہ دینا (جبکہ اپنی شرائط کے ساتھ ہو) شرعاً مطلق طور پر کلام نہیں ہے۔ جوہرہ نیرہ میں ہے ’’إن حلف لا يكلم فلانا فصلى خلفه فسها الإمام فسبح به الحالف أو فتح عليه بالقراءة لم يحنث لأن هذا لا يسمى كلاما على الإطلاق لأن الكلام يبطل الصلاة وهذا لا يبطلها وإن فتح عليه في غير الصلاة حنث لأنه كلام‘‘ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے کلام نہیں کروں گا، پھر اس کے پیچھے نماز پڑھی، وہ بھولا، اس حالف نے اسے تسبیح یا قراءت کے ذریعے لقمہ دیا تو حانث نہیں ہوگا کیونکہ اسے علی الاطلاق کلام نہیں کہا جاتا کیونکہ کلام نماز کو باطل کر دیتا ہے اور یہ نماز کو باطل نہیں کرتا۔ ہاں اگر غیر نماز میں لقمہ دیا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ یہ کلام ہے۔
(الجوہرۃ النیرۃ، ج1، ص198، المطبعۃ الخیریہ)

سورۂ فاتحہ میں لقمہ کے مسائل اور اس کے متعلقات

سوال: جن نمازوں میں سر (آہستہ قراءت) کرنا واجب ہے، ان میں بھول کر کتنی جہری (بلند آواز سے) قراءت کر لیں تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، اور جن نمازوں میں جہر واجب ہے ان میں کتنی سری قراءت کر لیں تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: ماتجوز به الصلوة (یعنی اتنی مقدار جس سے نماز کا فرض ادا ہو جاتا ہے) سری کرنی تھی جہری کر لی یا جہری کرنی تھی سری کر لی تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ’’لو جهر فيما يخافت او خافت فيما يجهر وجب عليه سجود السهو واختلفوا في مقدارِ مايجب به السهو منهما قيل يعتبر في الفصلين بقدرِ ماتجوز به الصلوة وهو الاصح‘‘ ترجمہ: جہاں خفی قرأت کرنی تھی

وہاں جہر کی یا جہاں جہر کرنی تھی وہاں خفی کی، تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ جس سے سجدۂ سہو ہوتا ہے اس مقدار میں اختلاف ہے کہا گیا کہ دونوں صورتوں میں ماتجوز به الصلوة مقدار معتبر ہے، یہی اصح ہے۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، جلد1، صفحہ128، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے ’’امام نے جہری نماز میں بقدرِ جواز نماز یعنی ایک آیت (کی مقدار) آہستہ پڑھی یا سری میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔‘‘ (بہار شریعت، حصہ4، ص714، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: ماتجوز به الصلوة (یعنی وہ مقدار جس سے نماز کا فرض ادا ہو جاتا ہے) کتنی ہے؟

جواب: کم از کم دو کلمے چھ حروف، اسے ایک آیت کی مقدار بھی کہتے ہیں۔ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا ’’آیت مایجوز به الصلوة کتنی مقدار ہے؟ تو جواباً ارشاد فرمایا ’’وہ آیت کہ چھ حرف سے کم نہ ہو اور بہت نے اس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو۔‘‘ (فتاوی رضویہ، ج6، ص344، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ’’چھوٹی آیت جس میں دو یا دو سے زائد کلمات ہوں پڑھ لینے سے فرض ادا ہو جائے گا۔‘‘
(بہار شریعت، حصہ3، ص512، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: امام نے (ظہر یا عصر) سری قراءت کرنا تھی، بھول کر بلند آواز سے شروع کر دی، کب تک لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: جب تک ایک آیت کی مقدار نہ پڑھی ہو اس وقت تک لقمہ دے سکتے ہیں اور اگر ایک آیت کی مقدار پڑھ چکا ہے (جیسے **الحمدلله** کہہ چکا ہے) تو اب لقمہ نہیں دے سکتے، دیں گے تو دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام اس کا لقمہ لے گا تو اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی، کیونکہ ایک آیت کی مقدار سر کا جہر کرنے سے سجدۂ سہو جو لازم ہونا تھا ہو چکا، اب سلام تک سجدۂ سہو سے زیادہ اور کچھ نہیں ہونا لہذا لقمہ بے محل

وبے فائدہ ہوا۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اسی طرح کی ایک صورت کے متعلق فرماتے ہیں ''ترکِ واجب ولزوم سجدۂ سہو وہ ہوچکا اب اس کے بتانے سے مرتفع نہیں ہوسکتا اوراس سے زیادہ کسی دوسرے خلل کا اندیشہ نہیں جس سے بچنے کو یہ فعل کیا جائے کہ غایت درجہ وہ بھول کر سلام پھیر دے گا پھراس سے نماز تو نہیں جاتی وہی سہو کا سہو ہی رہے گا، ہاں جس وقت سلام شروع کرتا اس وقت حاجت متحقق ہوتی اور مقتدی کو بتانا چاہیئے تھا کہ اب نہ بتانے میں خلل وفسادِ نماز کا اندیشہ ہے کہ یہ تو اپنے گمان میں نماز تمام کرچکا، عجب نہیں کہ کلام وغیرہ کوئی قاطع نماز اس سے واقع ہوجائے،اس سے پہلے نہ خلل واقع کا ازالہ تھا نہ خلل آئندہ کا اندیشہ تو سوا فضول وبے فائدہ کے کیا باقی رہا لہذا مقتضائے نظر فقہی پر اس صورت میں بھی فسادِ نماز ہے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ264، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام نے (مغرب یا عشاء میں) جہری قراءت کرنا تھی، ثناء پڑھنے میں زیادہ دیر لگا دی، اس سے مقتدیوں نے اندازہ لگایا کہ امام نے بھول کر آہستہ آواز سے شروع کردی ہے، کیا اس صورت میں امام کو لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: اس صورت میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں، اگر دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ اگر اس نے ثناء وغیرہ کو اتنی ترتیل سے پڑھا کہ ابھی تک سورۂ فاتحہ شروع ہی نہ کی ہو تو ابھی تک لقمہ کا محل نہ ہوا، اور اگر ﴿**الحمد لله**﴾ تک یا اس سے آگے تک پڑھ چکا ہوا تو اب بھی محل نہ رہا کہ جو سجدۂ سہو واجب ہونا تھا ہو چکا۔اب سلام تک سجدۂ سہو کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوگا، ہاں اگر ایک طرف سلام کے بعد اگر سجدۂ سہو چھوڑ کر دوسری طرف سلام پھیرنے لگے تو سجدۂ سہو کے لئے لقمہ دے سکتے ہیں کیونکہ اگر سجدۂ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعادہ ہوجائے گی۔

بالفرض اگر مقتدی اتنا قریب ہے کہ اس نے سن لیا کہ امام نے ﴿**الحمد**﴾ سراً

(آہستہ) کہا ہے، اس نے آگے پڑھنے سے پہلے لقمہ دے دیا تو صحیح ہے۔

سوال: امام صاحب نے بھول کر عشاء میں فرضوں کی تیسری رکعت میں جہراً قراءت کی اور سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت ﴿**الحمد لله**﴾ پڑھ لی، پیچھے سے مقتدی نے لقمہ دیا اور امام صاحب نے لقمہ لے لیا، نماز ہوگئی یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں امام ومقتدی سب کی نماز فاسد ہوگئی، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

عشاء کے فرضوں کی تیسری رکعت میں سری قراءت واجب ہے۔بہار شریعت میں ہے ''مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری چوتھی یا ظہر وعصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔''

(بہار شریعت، حصہ3، ص544، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جب امام نے ایک آیت کی مقدار یعنی ﴿**الحمد لله**﴾ جہر سے پڑھ لی تھی اس وقت سجدہ سہو واجب ہوگیا کہ اتنی قراءت اگر سری رکعت میں جہر سے کی جائے تو سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہے۔فتاوی ہندیہ میں ہے ''لو جھر فیما یخافت او خافت فیما یجھر وجب علیه سجود السھو واختلفوا فی مقدارِ مایجب به السھو منھما قیل یعتبر فی الفصلین بقدرِ ماتجوز به الصلوۃ وھو الاصح '' ترجمہ: جہاں خفی قرأت کرنی تھی وہاں جہر کی یا جہاں جہر کرنی تھی وہاں خفی کی، تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔ جس سے سجدہ سہو ہوتا ہے اس مقدار میں اختلاف ہے کہا گیا کہ دونوں صورتوں میں ماتجوز به الصلوۃ مقدار معتبر ہے، یہی اصح ہے۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصلوٰۃ، جلد1، صفحہ128، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

جب سجدۂ سہو واجب ہوگیا تو اب لقمہ دینے کا محل نہ رہا کیونکہ اب سلام تک سجدۂ سہو سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا، اور جب لقمہ بے محل ہوا تو لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی۔

(سورۂ فاتحہ کے علاوہ) قراءت میں لقمہ دینا

سوال: امام بقدرِ واجب قراءت کرچکا ہو اور بھول جائے تو کیا مقتدی اس کو

لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! لقمہ دے سکتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے ''الفتح علی امامہ غیر منھی عنہ۔بحر۔۔سواء قرأ الامام قدرما یجوز به الصلٰوۃ ام لا انتقل الی اٰیة اخری ام لاتکرر الفتح ام لا ھو الاصح،نھر'' ترجمہ: اپنے امام کولقمہ دینا جائز ہے ،چاہے امام مایجوز به الصلوۃ قراءت کر چکا ہو یا نہیں، دوسری آیت کی طرف منتقل ہوا ہو یا نہیں، بار بار لقمہ دیا گیا ہو یا نہیں، اصح یہی ہے، نہر۔

(ردالمحتار ،جلد02،صفحہ461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام جہاں غلطی کرے مقتدی کو جائز ہے کہ اسے لقمہ دے اگرچہ ہزار آیتیں پڑھ چکا ہو یہی صحیح ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج6،ص371،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: امام قراءت میں بھولا ،قراءت سے لقمہ دیا گیا،آیا لقمہ دینے والا قراءت کی نیت کرے گا یا لقمہ دینے کی؟

جواب: لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''الصحیح انه ینوی الفتح علی امامه دون القراءۃ'' ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ وہ لقمہ کی نیت کرے گا، قراءت کی نہیں۔

(فتاوی ہندیہ،ج1،ص99،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

ردالمحتار میں ہے ''(ینوی الفتح لا القراءۃ)ھو الصحیح ،لان قراءۃ المقتدی منھی عنھا والفتح علی امامه غیر منھی عنه'' ترجمہ: وہ لقمہ کی نیت کرے گا، قراءت کی نہیں، یہی صحیح ہے، کیونکہ مقتدی کو قراءت ممنوع ہے اور اپنے امام کو لقمہ دینا ممنوع نہیں۔

(ردالمحتار ،جلد02،صفحہ461،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

مبسوط للسرخسی میں ہے ''وقد قال بعض مشایخنا ینوی بالفتح علی إمامه التلاوۃ وھو سھو، فقراءۃ المقتدی خلف الإمام منھی عنھا، والفتح علی إمامه غیر منھی عنه، ولا یدع نیة ما رخص له بنیة شیء ھو منھی عنه''

(مبسوط للسرخسی ،ج1،ص193،دارالمعرفۃ،بیروت)

بہار شریعت میں ہے ''لقمہ دینے والا قراءت کی نیت نہ کرے، بلکہ لقمہ دینے کی نیت سے وہ الفاظ کہے۔''

(بہارشریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سوال: امام قراءت میں بھولا تو مقتدی کو لقمہ دینے میں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے، تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے، مگر جب کہ اس کی عادت اسے معلوم ہو کہ رکتا ہے تو بعض ایسے حروف نکلتے ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو فوراً بتائے۔

(بہارشریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی ہندیہ میں ہے ''یکرہ للمقتدی ان یفتح علی امامه من ساعته لجواز ان یتذکر من ساعته'' ترجمہ: مقتدی کے لئے مکروہ ہے کہ فوراً ہی اپنے امام کو لقمہ دے کہ ہوسکتا ہے کہ اسے اسی وقت خود ہی یاد آ جائے۔

(فتاوی ہندیہ،ج1،ص99،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

مبسوط للسرخسی میں ہے ''لا ینبغی أن یعجل بالفتح علی الإمام'' ترجمہ: مقتدی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ لقمہ میں جلدی کرے۔

(مبسوط للسرخسی،ج1،ص193،دارالمعرفۃ،بیروت)

سوال: امام قراءت میں بھولا تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: بہارِ شریعت میں ہے۔ ''امام کو مکروہ ہے کہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور کرے، بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے بشرطیکہ اس کا وصل مفسدِ نماز نہ ہو اور اگر بقدرِ حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے، مجبور کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بار بار پڑھے یا ساکت کھڑا رہے، مگر وہ غلطی ایسی ہے جس میں فسادِ معنی تھا تو اصلاحِ نماز کے لیے اس کا اعادہ لازم تھا (یعنی اسے درست کرکے پڑھنا لازم تھا) اور یاد نہیں آتا تو مقتدی کو آپ ہی مجبور کرے گا اور وہ بھی نہ بتا سکے تو (نماز) گئی۔''

(بہارشریعت، حصہ3،ص607،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مبسوط للسرخسی میں ہے ''ولا ینبغي للإمام أن یحوجه إلى ذلك بل یرکع أو یتجاوز إلى آیة أو سورة أخرى، فإن لم یفعل وخاف أن یجری علی لسانه ما یفسد الصلاة فحینئذ یفتح لقول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ إذا استطعمك الإمام فأطعمه ''ترجمہ: امام کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مقتدی کو لقمہ کے لئے مجبور کرے، بلکہ اسے چاہیے کہ (اگر بقدرِ جواز تلاوت کر چکا ہے) تو رکوع کر دے یا دوسری آیت یا سورت کی طرف منتقل ہو جائے، اگر وہ ایسا نہ کرے اور اس کی زبان پر کوئی مفسدِ نماز چیز جاری ہونے کا خوف ہو تو اس وقت مقتدی لقمہ دے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ امام جب تم سے لقمہ طلب کرے تو تم اسے لقمہ دو۔

(مبسوط للسرخسی، ج1، ص193، دارالمعرفة، بیروت)

فتاوی ہندیہ میں ہے ''ولا ینبغي للامام ان یلجئهم الی الفتح لانه یلجئهم الی القراءة خلفه وانه مکروه بل یرکع ان قرأ قدر ماتجوز به الصلاة والا ینتقل الی ایة اخری، کذا فی الکافی، وتفسیر الالجاء ان یردد الایة او یقف ساکتاً''

(فتاوی ہندیه، ج1، ص99، مکتبه رشیدیه، کوئٹه)

سوال: مذکورہ بالا جواب سے دو سوال پیدا ہوئے:

(1) ایک آیت کو چھوڑ کر کسی دوسری آیت کو شروع کرنا کب مفسدِ نماز ہے اور کب نہیں؟

(2) بقدرِ حاجت پڑھنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) ایک آیت کو چھوڑ کر دوسری آیت شروع کر دی تو اس کی تین صورتیں ہیں:

(ا) پہلی آیت پر وقف کیا پھر دوسری آیت کو پڑھا تو اس صورت میں نماز ہو جائے گی چاہے ملا کر پڑھنے سے معنی فاسد ہوں یا نہ ہوں۔

(ب) اگر وصل کیا اور معنی فاسد نہ ہوئے تو نماز ہو جائے گی۔

(ج) اگر وصل کیا اور معنی فاسد ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

بہارِ شریعت میں ہے ''ایک آیت کو دوسری کی جگہ پڑھا، اگر پورا وقف کر چکا ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی جیسے ﴿**والعصر o ان الانسان**﴾ پر وقف کر کے ﴿**ان الابرار لفی نعیم**﴾ پڑھا، یا ﴿**ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت**﴾ پر وقف کیا، پھر پڑھا ﴿**اولٰئک ھم شر البریة**﴾ نماز ہو گئی اور اگر وقف نہ کیا تو معنی متغیر ہونے کی صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی، جیسے یہی مثال ورنہ نہیں، جیسے ﴿**ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت کانت لهم جنّٰت الفردوس**﴾ کی جگہ ﴿**فلهم جزآءن الحسنٰی**﴾ پڑھا نماز ہو گئی۔''

(بہار شریعت، حصه3، ص556، مکتبة المدینه، کراچی)

(2) بقدرِ حاجت سے مراد قراءت کی وہ کم از کم مقدار جو واجب ہے یعنی سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت یا ایک چھوٹی سورت۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ واجبات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''سورت ملانا ایک چھوٹی سورت جیسے ﴿**انا اعطینٰک الکوثر**﴾ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ﴿**ثم نظر o ثم عبس وبسر o ثم ادبر واستکبر o**﴾ یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا''

(بہار شریعت، حصه3، ص517، مکتبة المدینه، کراچی)

سوال: قراءت بھولنے اور لقمہ لینے دینے میں امام اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کی مقدار چپ ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ درمختار میں ہے ''اذا شغله الشك فتفكر قدراداء ركن ولم یشتغل حالة الشك بقراءة وجب علیه سجود السهو ''ترجمہ: جب کوئی شک میں پڑ جائے اور وہ ایک رکن (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے) کی مقدار غور کرتا رہے اور حالتِ شک میں قراءت میں مشغول نہ ہوا تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

(درمختار، ج1، ص103، مطبع مجتبائی، دہلی)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''یاد نہیں آتا

یاد کرنے کے لئے رکا اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی قدر رکے گا نماز میں کراہتِ تحریم آئے گی اور سجدۂ سہو واجب ہوگا۔۔تو اس صورت میں جب اسے رکا دیکھیں مقتدیوں پر بتانا واجب ہوگا کہ سکوت قدرِ ناجائز تک نہ پہنچے۔'' (فتاوی رضویہ،ج7،ص281،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: امام نے صحیح قراءت کی، مقتدی کو شبہہ ہوا، اس نے غلط لقمہ دیا، کیا حکمِ شرعی ہے؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام نے صحیح پڑھا مقتدی کو دھوکہ ہوا کہ اس نے غلط بتایا اس کی مقتدی کی نماز ہر طرح جاتی رہی، پھر اگر امام نے نہ لیا تو امام اور دیگر مقتدیوں کی نماز صحیح رہی اور اگر لے لیا تو سب کی گئی۔''
(فتاوی رضویہ،ج6،ص331،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

نوٹ: یہ مسئلہ تراویح کے علاوہ ہے، تراویح کا مسئلہ آگے آئے گا۔

سوال: نماز میں خلافِ ترتیب قرآن پاک پڑھنا (یعنی پہلی رکعت میں اگلی سورت پڑھنا اور دوسری رکعت میں اس سے پچھلی سورت کی تلاوت کرنا، مثلاً سورۂ فلق کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت کرنا) کیسا ہے؟

جواب: اگر قصداً ایسا کیا تو گناہ ہے مگر نماز کے اعادہ کا حکم نہیں، اور بھول کر کیا گناہ بھی نہیں اور سجدۂ سہو اور اعادہ بھی نہیں۔ شامی میں ہے ''یجب الترتیب فی سورۃ القرآن فلو قرأ منکوساً اثم لکن لایلزمه سجود السهو لان ذلك من واجبات القراءة لامن واجبات الصلوة'' ترجمہ: قرآن کی سورتوں میں ترتیب واجب ہے، لہٰذا اگر الٹا پڑھا تو گناہ گار ہوگا، مگر اس پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہوگا کیونکہ یہ واجباتِ قراءت میں سے ہے، واجباتِ نماز میں سے نہیں۔ (ردالمحتار،ج2،ص183،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہواً پڑھیں تو کچھ حرج نہیں، قصداً پڑھیں تو گناہ گار ہے، نماز میں کچھ خلل نہیں۔''
(فتاوی رضویہ،ج6،ص239،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: کسی نے پچھلی سورت شروع کر دی، اسے یاد آ گیا تو کیا وہ اسے چھوڑ کر اگلی والی سورت پڑھ سکتا ہے؟

جواب: اس کی شرعاً اجازت نہیں، جو شروع کر چکا اسے ہی پڑھے۔ ردالمحتار میں ہے ''افتتح سورةً قصده سورة اخری فلما قرأ اٰية او اٰيتين اراد ان يترك تلك السورة فيفتتح التي ارادها يكره'' ترجمہ: نمازی کا ارادہ ایک سورت شروع کرنے کا تھا، اس نے کوئی دوسری سورت شروع کر دی، ایک آیت یا دو آیتیں پڑھیں، اس نے قصد کیا کہ شروع کی ہوئی کو چھوڑ دے اور اسے شروع کرے جس کا پہلے ارادہ کیا تھا، تو ایسا کرنا اس کے لئے مکروہ ہے۔ (ردالمحتار،ج2،ص330،مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں ہے ''زبان سے سہواً جس سورہ کا ایک کلمہ نکل گیا اسی کا پڑھنا لازم ہو گیا مقدم ہو خواہ مکرر۔'' (فتاوی رضویہ،ج6،ص350،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: امام نے پہلی رکعت میں اگلی سورت پڑھی، دوسری رکعت میں اس سے پچھلی سورت کی تلاوت شروع کر دی، مثلاً سورۂ فلق کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت شروع کر دی، اس میں کیا مقتدی امام کو لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب: اس صورت میں مقدی لقمہ نہیں دے سکتا، کیونکہ امام کے لئے حکم ہے کہ اسی سورت کو پورا کرے، لہٰذا اگر لقمہ دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام لے گا تو اس کی بھی ٹوٹ جائے گی۔ فتاوی فقیہ ملت میں ہے ''خلافِ ترتیب پڑھنے کے بعد اگر کسی نے لقمہ دے دیا تو اس کا لقمہ دینا اور امام کا اسے قبول کرنا جائز نہیں کہ امام کو اوپر والی سورت شروع کرنے کے بعد اسی کو پورا کرنے کا حکم ہے، اسے چھوڑ کر بعد والی سورت پڑھنے کی اجازت نہیں۔۔۔ ایسی صورت میں لقمہ دینے والے کی نماز بے جا لقمہ دینے کے سبب فاسد ہو گئی اور اگر امام نے ایسا لقمہ لے لیا تو امام کی اور اس کے ساتھ سب کی نماز خراب ہو گئی۔'' (فتاوی فقیہ ملت،ج1،ص165،شبیر برادرز،لاہور)

رکوع میں لقمہ دینا اور اس کے متعلقات

سوال: رمضان میں وتر جماعت سے ہورہے تھے، امام وتروں کی تیسری رکعت میں تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں چلا گیا، کسی نے لقمہ دیا تو امام اس کا لقمہ لے کر کھڑا ہوگیا، دعائے قنوت پڑھی، سجدہ سہو کیا، کیا نماز ہوگئی؟

جواب: جو شخص قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے اسے جائز نہیں کہ پھر قنوت کی طرف پلٹے، تو جس نے لقمہ دیا غیرِ محل میں ہونے کی وجہ سے اس کی نماز ٹوٹ گئی، امام اس کا لقمہ لے کر لوٹا تو امام کی نماز بھی ٹوٹ گئی، اس کی ٹوٹی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوگئی، لہذا سب نماز دوبارہ پڑھیں۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جو شخص قنوت بھول کر رکوع میں چلا جائے اسے جائز نہیں کہ پھر قنوت کی طرف پلٹے۔۔تو جن مقتدیوں نے اسے اس عودِ ناجائز کی طرف بلانے کے لئے تکبیر کہی ان کی نماز فاسد ہوئی۔۔اب کہ وہ ان مقتدیوں کے بتانے سے پلٹا اور یہ نماز سے خارج تھے تو خود اس کی بھی نماز جاتی رہی اور اس کے سبب سب کی گئی لانه امتثل امرهم او تذکر بتکبیرهم فعاد برائ نفسه فقد تعلم ممن هو خارج الصلوة کما افاده فی البحر۔''

(فتاوی رضویہ، ج8، ص219، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام فرضوں کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات پڑھے بغیر رکوع میں چلا گیا، کیا مقتدی اس کو لقمہ دے سکتا ہے؟ اور کیا امام اس کا لقمہ لے کر واپس آسکتا ہے؟

جواب: اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے چند باتیں ذہن نشین کرلیں:

(1) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت یا ایک چھوٹی سورت ملانا واجب ہے۔

(2) کوئی شخص سورۂ فاتحہ کے بعد ان کو پڑھے بغیر رکوع میں چلا جائے اسے یاد آجائے تو حکم ہے کہ واپس آئے اور مقدارِ واجب پڑھ کر پھر دوبارہ رکوع کرے کہ پہلا رکوع لوٹنے سے باطل ہوجائے گا، اور آخر میں سجدۂ سہو کرلے، اگر اسے رکوع میں یاد نہ

آئے تو آخر میں سجدۂ سہو کرلے، اس کی نماز ہوجائے گی۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جو سورت ملانا بھول گیا اگر اسے رکوع میں یاد آیا تو فوراً کھڑے ہوکر سورت پڑھے، پھر رکوع دوبارہ کرے، پھر نماز تمام کرکے سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع کے بعد سجدہ میں یاد آیا تو صرف آخیر میں سجدۂ سہو کرلے، نماز ہوجائے گی اور پھیرنی نہ ہوگی۔''

(فتاوی رضویہ، ج8، ص196، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) یہ لوٹنا فرض سے واجب کی طرف نہیں بلکہ فرض سے فرض کی طرف ہے کیونکہ قراءت کا وہ حصہ اگرچہ واجب ہے مگر قراءت من حیث القراءۃ فرض ہے اور وہ قراءت کی طرف لوٹ رہا ہے۔ ردالمحتار میں ہے ''لانه لما عاد وقرأ وقعت القراءة فرضاً، ولا ینافیه کون الفرض فیها آیة واحدة والزائد واجب وسنة، لانه معناه ان اقل الفرض آیة۔۔حتی لو قرأ القرآن کله وقع فرضاً'' ترجمہ: کیونکہ جب وہ قراءت کے لئے رکوع سے قیام کی طرف لوٹا تو فرض قراءت واقع ہوئی، یہ اس کے منافی نہیں کہ اس میں تو ایک آیت فرض ہے اور اس سے زائد واجب اور سنت ہے، کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ فرض کا اقل ایک آیت ہے، یہاں تک کہ اگر پورا قرآن بھی پڑھا تو سب سب کا فرض واقع ہوگا۔

(ردالمحتار، ج2، ص656، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

ان امور کو ذہن نشین کرنے کے بعد صورت مسئلہ بالکل واضح ہے کہ جب امام مقدارِ واجب کو چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگیا، اب اگر اسے لقمہ نہ بھی دیا جائے تو سجدۂ سہو کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا، لہذا مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں، دے گا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام لے گا تو اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔

قعدۂ اولیٰ میں بھولنے پر لقمہ دینے کے مسائل

سوال: اگر امام چار رکعت میں دو پڑھ کر بغیر تشہد پڑھے بھول کر سیدھا کھڑا ہوجائے تو کیا اسے لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: اس کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں کیونکہ امام سیدھا کھڑا ہوجائے تو

اسے لوٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے لقمہ دیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی، اور امام لے کر لوٹا تو اس کی اور اس کے پیچھے سب مقتدیوں کی بھی ٹوٹ جائے گی۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اگر امام پورا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد مقتدی نے بتایا تو مقتدی کی نماز اسی وقت جاتی رہی اور جب اس کے کہنے سے امام لوٹا تو اس کی بھی گئی اور سب کی گئی۔''

(فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ214، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سوال: امام قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہونے لگا، ابھی بیٹھنے کے قریب تھا، لقمہ دیا گیا، وہ لقمہ لے کر بیٹھ گیا، کیا اس صورت میں لقمہ دینا لینا درست تھا، اور کیا نماز ہو گئی؟

جواب: جی ہاں! اس صورت میں لقمہ دینا لینا درست تھا اور سب کی نماز ہو گئی کیونکہ جب تک امام بیٹھنے کے قریب ہے اس وقت تک سجدۂ سہو وغیرہ کچھ واجب نہ ہوا۔ ردالمحتار میں ہے'' (قولہ ولا سہو علیہ فی الأصح) یعنی إذا عاد قبل أن یستتم قائما وکان إلی القعود أقرب فإنہ لا سجود علیہ فی الأصح وعلیہ الأکثر ''ترجمہ: اگر سیدھا کھڑا ہونے سے قبل لوٹا اور بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو اصح قول کے مطابق سجدہ سہو نہیں اور اسی پر اکثر مشائخ ہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السہو، جلد2، صفحہ661، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

اور خطرہ ہے کہ اسے لقمہ نہ دیا گیا تو یہ کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے گا اور بھول کر کھڑا ہونے کے قریب ہونے سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے لہذا اس سے بچانے کے لئے لقمہ دینے کی اجازت ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اگر امام ابھی پورا سیدھا کھڑا نہ ہونے پایا تھا کہ مقتدی نے بتایا اور وہ بیٹھ گیا تو سب کی نماز ہو گئی اور سجدہ سہو کی حاجت نہ تھی۔''

(فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ214، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سوال: امام قعدہ اولیٰ بھول کر کھڑا ہونے لگا، کھڑے کے قریب تھا، لقمہ دیا گیا، وہ لقمہ لے کر بیٹھ گیا، کیا اس صورت میں لقمہ دینا لینا درست تھا، اور کیا نماز ہو گئی؟

جواب: اس صورت میں لقمہ دینے کی اجازت نہیں کیونکہ کھڑا ہونے کے

قریب پہنچ جانے سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں'' و اما اذا عاد وھو الی القیام اقرب فعلیہ سجود السھو جبرا لنقصان رفض الفرض للواجب''، ترجمہ: اگر وہ قیام کے زیادہ قریب تھا پھر لوٹا تو اس پر سجدۂ سہو ہے کہ یہ واجب کی خاطر فرض چھوڑنے کے نقصان کو پورا کرنا ہے۔

(جد الممتار، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السھو، جلد2، صفحہ471، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

جب سجدۂ سہو لازم ہو گیا تو اب سلام تک آگے جانے سے مزید کچھ نہیں ہو گا کہ لقمہ کی حاجت ہو، لہذا اگر اس صورت میں لقمہ دے گا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور امام اس کا لقمہ لے کر لوٹے گا تو اس کی اور سب کی ٹوٹ جائے گی۔

سوال: امام ابھی بیٹھنے کے قریب تھا کہ کسی نے لقمہ دیا، لقمہ کو سمجھتے سمجھتے امام سیدھا کھڑا ہو گیا، پھر واپس لوٹ آیا، اس لقمہ دینے کا اور امام کے سیدھا کھڑے ہو کر لوٹنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں مقتدی کے لقمہ دینے سے اس کی نماز تو فاسد نہ ہوئی لیکن امام کا کھڑا ہو کر لوٹنا ناجائز تھا جس کے سبب نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہوئی۔ سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں ''اگر امام ابھی پورا سیدھا کھڑا نہ ہونے پایا تھا کہ مقتدی نے بتایا اور وہ بیٹھ گیا تو سب کی نماز ہو گئی اور سجدہ سہو کی حاجت نہ تھی اور اگر امام پورا کھڑا ہو گیا تھا اس کے بعد مقتدی نے بتایا تو مقتدی کی نماز اسی وقت جاتی رہی اور جب اس کے کہنے سے امام لوٹا تو اس کی بھی گئی اور سب کی گئی۔ اور اگر مقتدی نے اس وقت بتایا تھا کہ امام ابھی پورا سیدھا نہ کھڑا ہوا تھا کہ اتنے میں پورا سیدھا ہو گیا اس کے بعد لوٹا تو مذہب اصح میں نماز ہو تو سب کی ہو گئی مگر مخالف حکم کے سبب مکروہ ہوئی کہ سیدھا کھڑا ہونے کے بعد قعدہ اولیٰ کے لئے لوٹنا جائز نہیں، نماز کا اعادہ کریں خصوصاً ایک مذہب قوی پر نماز ہوئی ہی نہیں، تو اعادہ فرض ہے۔''

(فتاوی رضویہ، جلد08، صفحہ213-14، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: چار رکعتوں والی نماز میں امام قعدہ اولیٰ میں بیٹھا اور کافی دیر ہو گئی تو

مقتدی نے لقمہ دے دیا اور امام نے اس کا لقمہ لے کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا تو اس صورت میں لقمہ دینے والے اور لینے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں، اگر لقمہ دے گا تو دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام لے گا تو امام کی اور سب مقتدیوں کی نماز ٹوٹ جائے گی، ہاں اگر امام سلام پھیرنے لگے تو اس وقت لقمہ دے سکتا ہے۔امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”جب امام کو قعدۂ اولیٰ میں دیر ہوئی اور مقتدی نے اس گمان سے کہ یہ (امام) قعدۂ اخیرہ سمجھا ہے، تنبیہ کی تو دو حال سے خالی نہیں:

(1) یا تو واقع میں اس کا گمان غلط ہوگا یعنی امام قعدۂ اولیٰ ہی سمجھا ہے اور دیر اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے اس بار التحیات زیادہ ترتیل سے ادا کی، جب تو ظاہر ہے کہ مقتدی کا بتانا نہ صرف بے ضرورت بلکہ محض غلط واقع ہوا تو یقیناً کلام ٹھہرا اور مفسدِ نماز ہوا۔

(2) یا اس کا گمان صحیح تھا، غور کیجئے تو اس صورت میں بھی اس بتانے کا محض لغو و بے حاجت واقع ہونا اور اصلاحِ نماز سے اصلاً تعلق نہ رکھنا ثابت کہ امام قعدۂ اولیٰ میں اتنی تاخیر کر چکا جس سے مقتدی اس کے سہو پر مطلع ہوا تو لاجرم یہ تاخیر بقدرِ کثیر ہوئی اور جو کچھ ہونا تھا یعنی ترکِ واجب و لزوم سجدۂ سہو وہ ہو چکا اب اس کے بتانے سے مرتفع نہیں ہوسکتا اور اس سے زیادہ کسی دوسرے خلل کا اندیشہ نہیں جس سے بچنے کو یہ فعل کیا جائے کہ غایت درجہ وہ بھول کر سلام پھیر دے گا پھر اس سے نماز تو نہیں جاتی وہی سہو کا سہو ہی رہے گا، ہاں جس وقت سلام شروع کرتا اس وقت حاجت متحقق ہوتی اور مقتدی کو بتانا چاہئے تھا کہ اب نہ بتانے میں خلل و فسادِ نماز کا اندیشہ ہے کہ یہ تو اپنے گمان میں نماز تمام کر چکا، عجب نہیں کہ کلام وغیرہ کوئی قاطع نماز اس سے واقع ہو جائے، اس سے پہلے نہ خلل واقع کا ازالہ تھا نہ خلل آئندہ کا اندیشہ تو سوا فضول و بے فائدہ کے کیا باقی رہا لہذا مقتضائے نظر فقہی پر اس صورت میں بھی فسادِ نماز ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ264، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ہاں اگر لقمہ دینے والا اتنا قریب ہے کہ امام کی آواز اس نے سنی کہ التحیات کے

بعد اس نے درود شریف شروع کیا تو جب تک امام اللھم صل علی سے آگے نہیں بڑھا ہے یہ سبحان اللہ کہہ کر بتائے اور اگر اللھم صل علی سیدنا یا صل علی محمد کہہ لیا ہے تو اب بتانا جائز نہیں بلکہ انتظار کرے، اگر امام کو خود یاد آئے اور کھڑا ہو جائے تو ٹھیک ہے اور اگر سلام پھیرنے لگے تو اس وقت بتائے۔فتاوی رضویہ میں ہے ”یا اتنا قریب ہے کہ اس کی آواز اس نے سنی کہ التحیات کے بعد اس نے درود شریف شروع کیا تو جب تک امام اللھم صل علی سے آگے نہیں بڑھا ہے یہ سبحان اللہ کہہ کر بتائے اور اگر اللھم صل علی سیدنا یا صل علی محمد کہہ لیا ہے تو اب بتانا جائز نہیں بلکہ انتظار کرے، اگر امام کو خود یاد آئے اور کھڑا ہو جائے فبہا اور اگر سلام پھیرنے لگے تو اس وقت بتائے، اس سے پہلے بتائے گا تو بتانے والے کی نماز جاتی رہے گی اور اس کے بتانے سے امام لے گا تو اس کی اور سب کی جائے گی۔ (فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ212، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ظہر کی نماز میں امام نے دوسری رکعت کے بعد سلام پھیر دیا، کیا اسے لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! صورتِ مذکورہ میں لقمہ دے سکتے ہیں۔مفتی وقار الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”ظہر کی نماز غلطی سے امام دو رکعت پر سلام پھیر دے، تو مقتدیوں کو لقمہ دینا چاہیے اور جب مقتدی نے لقمہ دے دیا تو امام کو نماز پوری کر لینا چاہیے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ (وقار الفتاوی، ج2، ص233، بزم وقار الدین، کراچی)

پہلی یا تیسری رکعت میں بھول کر بیٹھنے کی صورت میں لقمہ دینے کے مسائل

سوال: اگر امام بھول کر پہلی رکعت کے بعد بیٹھ گیا تو اسے کب تک لقمہ دے سکتے ہیں؟

جواب: امام کو بیٹھے اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار نہیں ہوئی تو اسے لقمہ

دے سکتے ہیں کیونکہ اس مقدار سے کم میں سجدۂ سہو وغیرہ کچھ نہیں ہوتا،لہٰذا یہ لقمہ کا محل ہے کہ کہیں امام تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار نہ بیٹھ جائے اوراس پر سجدہ سہو نہ واجب ہوجائے ،لہذا اسے اس سے بچانے کے لئے لقمہ دینے کی اجازت ہے۔حبیب الفتاوی میں بھول کر تیسری رکعت میں بیٹھنے کے بارے میں سوال ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا''اگر امام تین تسبیح کی مقدار بیٹھا رہا۔۔۔تو قیام میں اتنی تاخیر کرنے سے سجدۂ سہو لازم وواجب ہوگا۔''
(حبیب الفتاوی،ص427،شبیر برادرز،لاہور)

اگر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار بیٹھ چکا تو اب اس پر سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا،اب لقمہ نہیں دے سکتے کیونکہ جب سجدۂ سہو واجب ہوگیا تو اب لقمہ دینے کا محل نہ رہا کیونکہ اب سلام تک سجدۂ سہو سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا،ہاں اگر امام سلام پھیرنے لگے گا تو اسے لقمہ دینے کی اجازت ہے کہ اب امام نماز کو فاسد کرسکتا ہے۔

سوال:اگر امام چار رکعت والی نماز میں بھول کر تیسری رکعت میں بیٹھ جائے تو لقمہ کے کیا مسائل ہیں؟

جواب:جو پہلی رکعت کے بعد بھول کر بیٹھنے کے مسائل ہیں وہی اس کے مسائل ہیں۔

قعدۂ اخیرہ میں بھول کر کھڑا ہونے پر لقمہ دینے کے مسائل

سوال:امام بھول کر پانچویں رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہوگیا،اس کو کسی مقتدی نے لقمہ دیا وہ لقمہ لے کر واپس لوٹ آیا اور سجدہ سہو کرلیا تو کیا اس صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز ہوگئی؟ کیا اس صورت میں امام کو لقمہ دیا جاسکتا ہے،امام قعدہ اخیرہ پڑھ کر کھڑا ہو یا چھوڑ کر دونوں صورتوں کا حکم بیان فرمادیں۔

جواب:جی ہاں!امام اور مقتدیوں کی نماز ہوگئی کیونکہ صورتِ مسئولہ میں امام کو لقمہ دیا جاسکتا ہے چاہے وہ قعدہ اخیرہ پڑھ کر یا بغیر پڑھے کھڑا ہو۔نورالایضاح میں ہے''ولو زاد الامام سجدۃ او قام بعد القعود الاخیر ساھیاً لا یتبعہ المؤتم وان

قیدھا سلم وحدہ وان قام الامام قبل القعود الاخیر ساھیاً انتظرہ ''اوراگر امام نے سجدہ زائد کیا یا قعدہ اخیرہ کے بعد بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی اس کی اتباع نہیں کرے گا اور اگر اس نے رکعت کو سجدہ سے مقید کردیا تو اکیلے سلام پھیر دے گا،اور اگر قعدہ اخیرہ سے پہلے بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی انتظار کرے۔
(نورالایضاح مع المراقی و الطحطاوی،ص310،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

''وان قام الامام قبل القعود الاخیر ساھیاً انتظرہ ''کے تحت **مراقی الفلاح** میں ہے''سبح لیتنبہ امامہ ''(امام قعدہ اخیرہ بھول کر کھڑا ہوگیا تو مقتدی انتظار کرے گا اور)امام کو تنبیہ کرنے کے لئے لقمہ دے۔
(المراقی مع الطحطاوی،ص310،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

''قام بعد القعود الاخیر ساھیاً لا یتبعہ المؤتم ''کے تحت **طحطاوی** میں ہے''المناسب ان یزید ھنا ما ذکرہ بعد من قولہ و سبح لیتنبہ امامہ''مناسب یہ تھا کہ (قعدہ اخیرہ کرنے کے بعد بھول کر کھڑے ہونے والی صورت میں بھی) اپنا قول و سبح لیتنبہ امامہ ذکر کرتے جو بعد میں (قعدہ اخیرہ سے پہلے بھول کر کھڑے ہونے کی صورت میں) ذکر کیا ہے۔ (طحطاوی علی المراقی،ص310،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

امدادالفتاح میں ہے''وان قام الامام قبل القعود الاخیر ساھیاً انتظرہ الامام و سبح لینبہ امامہ۔'' (امداد الفتاح،ص350،صدیقی پبلشرز،کراچی)

اسی میں اس کی دلیل دیتے ہوئے ایک حدیث پاک بیان کی ہے((**لانہ قام الی الخامسۃ فسبح بہ فعاد و سلم و سجد للسھو**)) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچویں کے لئے کھڑے ہوئے،لقمہ دیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے،سلام پھیر کر سجدہ سہو فرمایا۔ (امداد الفتاح،ص519،صدیقی پبلشرز،کراچی)

تراویح میں لقمہ کے مسائل

سوال:اگر رمضان میں سماعت کرنے والا حافظ کسی عذر کی وجہ سے نماز تراویح

نہ پڑھ سکتا ہو، وہ پاس بیٹھ جائے اور امام جہاں بھولے اسے لقمہ دے، ایسا کرنا کیسا ہے؟
کیا اس سے نماز تراویح پر کچھ اثر پڑھے گا یا نہیں؟

جواب: اس طرح کرنا ہرگز جائز نہیں، اس حافظ کا لقمہ لینے سے امام کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام کی نماز ٹوٹنے کی وجہ سے سب مقتدیوں کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی کیونکہ امام اپنے مقتدی کے علاوہ کسی کا لقمہ نہیں لے سکتا۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ''کسی شخص کو پاس بیٹھا لینا اور اس کے بتانے پر نماز پڑھنا نماز باطل کرے گا۔''
(فتاوی رضویہ، ج8، ص217، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: سامع کا قرآن مجید وغیرہ سے دیکھ کر لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب: نماز کے اندر دیکھ کر قرآن مجید پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، جب سامع کی ٹوٹ گئی اور اس کا لقمہ امام نے لیا تو غیر مقتدی کا لقمہ لینے کی وجہ سے اس کی نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور اس کی وجہ سے سب کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ فتاوی ہندیہ میں ہے ''یفسدھا قراء ته من مصحف عندابی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ'' ترجمہ: قرآن مجید سے دیکھ کر قراءت کرنے سے امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز فاسد ہوجاتی ہے۔
(فتاوی ہندیہ، ج1، ص101، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

درمختار میں ہے ''(وقرا ئته من مصحف) ای ما فیه القرآن (مطلقاً)''
ترجمہ: قرآن مجید سے دیکھ کر قراءت کرنا مطلقاً مفسدات نماز میں سے ہے۔
(درمختار مع ردالمحتار، جلد2، صفحہ463، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے ''نماز میں مصحف شریف سے دیکھ کر قرآن پڑھنا مطلقاً مفسد نماز ہے یوہیں اگر محراب وغیرہ میں لکھا ہوا سے دیکھ کر پڑھنا بھی مفسد ہے۔''
(بہار شریعت، حصہ3، ص609، مکتبة المدینہ، کراچی)

سوال: تراویح میں ایک دو کلمات چھوڑ کر امام آگے بڑھ گیا، اور ان کلمات سے نماز میں کسی طرح کی خرابی بھی واقع نہیں ہو رہی، تو اب پیچھے سے لقمہ دینا چاہئے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں بھی لقمہ دینا چاہئے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا

خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جب تراویح میں ختم قرآن عظیم ہو تو ویسے بھی مقتدیوں کو بتانا چاہئے جب کہ امام سے نہ نکلے یا وہ آگے رواں ہوجائے اگرچہ اس غلطی سے نماز میں کچھ خرابی نہ ہو کہ مقصود ختم کتاب عزیز ہے اور وہ کسی غلطی کے ساتھ پورا نہ ہوگا۔''
(فتاوی رضویہ، ج7، ص286، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: اگر نماز میں نہ بتاسکیں تو کیا کریں؟

جواب: سلام کے بعد بتادیں تاکہ امام دوسری تراویح میں اتنے الفاظ کریمہ کا اعادہ کرلے، مگر افضل یہی ہے کہ نماز میں ہی بتائے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''یہ بھی ممکن ہے کہ اس وقت نہ بتائے بعد سلام اطلاع کردے، امام دوسری تراویح میں اتنے الفاظ کریمہ کا صحیح طور پر اعادہ کرلے، مگر اولی ابھی بتانا ہے کہ حتی الامکان نظم قرآن اپنی ترتیب کریم پر ادا ہو۔''
(فتاوی رضویہ، ج7، ص282، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: تراویح کے لئے جو سامع مقرر ہے کیا لقمہ دینا صرف اسی کا حق ہے؟

جواب: لقمہ دینا صرف مقرر شدہ سامع کا حق نہیں، ہر مقتدی کا حق ہے، لہذا ہر مقتدی لقمہ دے سکتا ہے بشرطیکہ لقمہ کی حاجت ہو اور لقمہ صحیح ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''ان تمام احکام میں جملہ مقتدی یکساں ہیں امام کو بتانا کسی خاص مقتدی کا حق نہیں، ارشادات حدیث وفقہ سب مطلق ہیں۔۔۔قوم کا کسی کو سامع مقرر کرنے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اس کے غیر کو بتانے کی اجازت نہیں اور اگر کوئی اپنے جاہلانہ خیال سے یہ قصد کرے بھی تو اس کی ممانعت سے وہ حق کہ شرع مطہر نے عام مقتدیوں کو دیا کیوں کر سلب ہوسکتا ہے۔''
(فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ283-284، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: بعض حفاظ کی عادت ہوتی ہے کہ تراویح پڑھانے والے کو پریشان کرنے کے لئے اور اپنا حفظ جتانے کے لئے بار بار لقمہ دیتے ہیں، حالانکہ بعض اوقات انہیں بھی غلطی کنفرم نہیں ہوتی اور وہ سامع بھی نہیں ہوتے، تو ان کا پریشان کرنے کے لئے

اورصرف شبہہ کی وجہ سے لقمہ دینا کیسا ہے؟

جواب:اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''یہاں چند امور ہیں جن کے علم سے حکم واضح ہوجائے گا:

(1)امام کو فوراً بتانا مکروہ ہے۔۔ہاں اگر غلطی کر کے رواں ہوجائے تو اب نظر کریں اگر غلطی مفسدِ معنی ہے جس سے نماز فاسد ہو تو بتانا لازم ہے،اگر سامع کے خیال میں نہ آئی ہر مسلمان کا حق ہے کہ بتائے کہ اس کے باقی رہنے میں نماز کا افساد ہے اور دفعِ فساد لازم اور اگر مفسدِ معنی نہیں تو بتانا کچھ ضرور نہیں بلکہ نہ بتانا ضرور ہے جبکہ اس کے سبب امام کو وحشت پیدا ہو۔۔بلکہ بعض قاریوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر شخص کے بتانے سے اور زیادہ اُلجھ جاتے اور کچھ حروف اس گھبراہٹ میں ان سے ایسے صادر ہوجاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوتی ہے اس صورت میں اوروں کا سکوت لازم ہے کہ ان کا بولنا باعثِ فسادِ نماز ہوگا۔

(2)قاری کو پریشان کرنے کی نیت حرام ہے،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((**بشروا ولاتنفروا ویسروا ولا تعسروا**)) ترجمہ:لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ نفرت نہ دلاؤ،آسانی پیدا کرو تنگی پیدا نہ کرو۔

(صحیح بخاری،ج1،ص16،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

بے شک(ایسا کرنا) آج کل بہت حفاظ کا شیوہ ہے، یہ بتانا نہیں بلکہ حقیقۃً یہود کے اس فعل میں داخل ہے ﴿**لاتسمعوا لهذا القرآن والغوا فيه**﴾ ترجمہ:اس قرآن کو نہ سنو اس میں شور ڈالو۔

(3)اپنا حفظ جتانے کے لئے ذرا ذرا شبہہ پر روکنا ریاء ہے اور ریاء حرام ہے خصوصاً نماز میں۔

(4)جبکہ غلطی مفسدِ نماز نہ ہو تو محض ذرا ذرا شبہہ پر بتانا ہرگز جائز نہیں بلکہ صبر واجب،بعدِ سلام تحقیق کر لی جائے،اگر قاری کی یاد صحیح نکلے فبہا اور ان کی یاد ٹھیک ثابت

ہوئی تو تکمیلِ ختم کے لئے حافظ اتنے الفاظ کا اور کسی رکعت میں اعادہ کرلے گا۔حرمت کی وجہ ظاہر ہے کہ فتح(لقمہ دینا)حقیقۃً کلام ہے اور نماز میں کلام حرام و مفسدِ نماز،مگر بضرورت اجازت ہوئی،جب اسے غلطی ہونے پر خود یقین نہیں تو مبیح میں شک واقع ہوا اور محرم موجود ہے لہذا احرام ہوا۔جب اسے شبہہ ہے تو ممکن ہے کہ اسی کی غلطی ہو اور غلط بتانے سے اس کی نماز جاتی رہے گی اور امام اخذ کرے(یعنی لقمہ لے) گا تو اس کی اور سب کی نماز فاسد ہوگی،تو ایسے امر پر اقدام جائز نہیں ہوسکتا۔

(5)غلطی کا مفسدِ معنی ہونا(کہ) مبنائے افسادِ نماز ہے ایسی چیز نہیں جسے سہل(آسان)جان لیا جائے،ہندستان میں جو علماء گنے جاتے ہیں ان میں چند ہی ایسے ہوسکیں کہ نماز پڑھتے میں اس پر مطلع ہوجائیں،ہزار جگہ ہوگا کہ وہ افساد گمان کریں گے اور حقیقۃً فساد نہ ہوگا جیسا کہ ہمارے فتاوی کی مراجعت سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان امور سے حکم مسئلہ واضح ہوگیا،صورتِ فساد میں یقیناً بتایا جائے گا ورنہ تشویشِ قاری ہو تو نہ بتائیں اور خود شبہہ ہو تو بتانا سخت ناجائز اور جو ریاء و تشویش چاہیں ان کو روکا جائے،نہ مانیں تو ان کو مسجد نہ آنے دیا جائے کہ موذی ہیں اور موذی کا دفع واجب۔''

(فتاوی رضویه،ج7،ص286-287،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال:تراویح میں سامع یا کسی اور نے غلط لقمہ دیا،اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:اس کی دو صورتیں ہیں:

(1)اگر قصداً(جان بوجھ کر)غلط لقمہ دیا تو لقمہ دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور امام نے لیا تو امام اور سارے مقتدیوں کی ٹوٹ جائے گی۔

(2)اگر سہواً(بھول کر)غلط لقمہ دیا تو حرج کی وجہ سے تراویح کے اندر معافی ہے۔سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''بتانا تعلیم و کلام تھا اور بضرورتِ اصلاحِ نماز جائز رکھا گیا اور غلط بتانے میں نہ اصلاح نہ ضرورت،تو(حکم)اصل پر رہنا چاہیے،تو عمرو نے اگر قصداً مغالطہ دیا جب تو یقیناً اس کی نماز جاتی رہی اور اگر اس

کے مغالطے کو لے گا عام ازیں امام نے غلط پڑھا ہو یا صحیح، تو ایک شخص خارج از نماز کا امتثال یا اس سے تعلم ہوگا اور یہ خود مفسدِ نماز ہے تو امام کی نماز جائے گی اور اس کے ساتھ سب کی باطل ہوگی۔۔۔اور اگر سہواً بتایا تو بظاہر حکم کتاب وقضیۂ دلیل مذکور اب بھی وہی ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) مگر فقیر امید کرتا ہے کہ شرع مطہر ختم قرآن مجید فی التراویح میں اس باب میں تیسیر (آسانی) فرمائے کہ سامع کا خود غلطی کرنا بھی نادر نہیں اور غالباً قاری اسے لے لیتا یا اس کے امتثال (پیروی) کے لئے پھر عود کرتا ہے تو اگر ہر بار بحالِ سہو فسادِ نماز کا حکم دیں اور قرآن مجید کا اعادہ کرائیں حرج ہوگا والحرج مدفوع بالنص (دین میں تنگی کا مدفوع ہونا نص سے ثابت ہے) بہر حال یہ حکم قابلِ غور ومحتاجِ تحریر تام ہے۔''

(فتاوی رضویہ، ج7، ص285، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: امام دو رکعت پوری کر کے قعدے میں بیٹھا، مقتدی نے سمجھا کہ ابھی ایک رکعت ہوئی ہے، اس نے لقمہ دے دیا، اس لقمہ دینے کا کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں لقمہ بے محل ہے لہذا دینے والے کی نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر امام لے گا تو امام کی بھی ٹوٹ جائے گی۔ مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جب امام دو رکعت صحیح بیٹھا تھا تو لقمہ دینے والوں نے بلاضرورت لقمہ دیا لہذا ان کی نماز فاسد ہوگئی۔''

(وقارالفتاوی، ج2، ص236، بزم وقارالدین، کراچی)

نماز عید میں لقمہ کے مسائل

سوال: نماز عید کی دوسری رکعت میں امام تکبیر زوائد بھول کر رکوع میں چلا گیا، ایک مقتدی نے لقمہ دیا، تو امام نے لوٹ کر تکبیر زوائد کہیں۔ نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: صورتِ مذکورہ میں مقتدی کو لقمہ دینے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ امام کے لئے حکم ہے کہ اگر زوائد بھول کر رکوع میں چلا جائے تو نہ لوٹے، جیسا کہ بہار شریعت میں ہے ''امام تکبیر کہنا بھول گیا، رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے۔''

(بہار شریعت، حصہ4، ص783 مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے ''امام کے لئے حکم ہے کہ اگر زوائد بھول کر رکوع میں چلا جائے تو نہ لوٹے۔۔۔لہذا مقتدی غلط لقمہ دینے کے سبب نماز سے خارج ہوگیا۔۔۔امام اس کے بتانے سے لوٹا تو امام کی نماز گئی اور اس کے سبب تمام مقتدیوں کی بھی نماز چلی گئی۔''

(فتاوی فقیہ ملت، ج1، ص254، شبیر برادرز، لاہور)

اعتذار

حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نہ ہو لیکن بتقاضائے بشریت اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین سے التماس ہے کہ ناشر سے رجوع فرمائیں ان شاء اللہ آئندہ اس کو درست کر دیا جائے گا۔

مآخذومراجع

نمبرشمار	کتاب	مؤلف/مصنف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلامِ الٰہی	
2	مصنف ابن ابی شیبہ	حافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ	مکتبہ امدادیہ، ملتان
4	صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دارابنِ حزم، بیروت
5	سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	آفتاب عالم پریس، لاہور
6	سنن دارقطنی	امام علی بن عمر دارقطنی، متوفی ۲۸۵ھ	مؤسسۃ الرسالہ، بیروت
7	مستدرک للحاکم	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، متوفی ۴۰۵ھ	دارالفکر، بیروت
8	مبسوط للسرخسی	امام شمس الدین ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی، متوفی ۴۸۳ھ	دارالمعرفہ، بیروت
کتب الفقہ			
10	محیط برھانی	محمود بن تاج الدین المعروف ابنِ مازہ البخاری، متوفی ۶۱۶ھ	ادارۃ القرآن، کراچی
11	فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابنِ ہمام، متوفی ۶۸۱ھ	نوریہ رضویہ، سکھر
12	فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی، متوفی ۷۸۶ھ	ادارۃ القرآن
13	الجوہرۃ النیرۃ	علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	المطبعۃ الخیریہ
	حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی	امام محمد بن محمد بن امیر الحاج، متوفی ۸۷۹ھ	
15	بحرالرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی
16	امدادالفتاح	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	صدیقی پبلشرز، کراچی
17	نورالایضاح	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
18	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
19	درمختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
20	فتاوی ہندیہ	علامہ شیخ نظام، متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعۃ من علماء الہند	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
21	طحطاوی علی المراقی	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی، متوفی ۱۲۴۱ھ	قدیمی کتب خانہ، کراچی
22	ردالمحتار	محمد بن امین ابنِ عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
23	جدالممتار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۰۴ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
24	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۰۴ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
25	بہارِ شریعت	صدرالشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
26	فتاوی امجدیہ	صدرالشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی، ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی
27	وقارالفتاوی	مولانا مفتی وقارالدین، متوفی ۱۴۱۳ھ	بزمِ وقارالدین، کراچی
28	فتاوی فقیہ ملت	مولانا مفتی جلال الدین امجدی، متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز، لاہور
29	حبیب الفتاوی	عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ نعیمی اشرفی	شبیر برادرز، لاہور